از حکیم الاسلام حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند

کلامی معجزہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

ہر ایک کلام کا مرتبہ اس کے متکلّم کے مرتبہ سے قائم ہوتا ہے۔ جس درجہ کا متکلم ہوگا، اسی درجہ کا اس کا کلام سمجھا جائے گا۔ اور اسی حد تک اس کی طرف ذہنوں اور عقلوں کی توجہ اور بقدر توجہ ہی اسکی عظمت واطاعت کے جذبات موجزن ہوں گے۔ مثل مشہور ہے کہ: "قدر الشہادت قدر الشہود۔ شہادت کا درجہ شاہدوں کے درجہ کی قدر ہوتا ہے۔"

غور کیا جائے تو متکلم کی حیثیت پانچ باتوں سے قائم ہوتی ہے۔ جو اس کے کلام میں اہمیت اور مقبولیت پیدا کرتی ہے۔ عقل وفہم۔ علم وخبر۔ منصب ومقام۔ صدق وصفا اور تاثیر وتصرف۔

عقل وفہم اگر کوئی متکلم عقل ہی نہ رکھتا ہو یا کھو بیٹھا ہو۔ یا ناقص العقل ہو یا ناتمام عقل کا درجہ لئے ہوئے ہو تو اس کا کلام ناقابلِ التفات بلکہ قابلِ مضحکہ سمجھا جاتا ہے۔ مجنون کی باتوں پر سب ہنستے ہیں۔ کہ وہ مسلوب العقل ہے۔ جس سے اس کے کلام میں عاقلانہ انداز نہیں ہو سکتا کہ عقلمندوں کی توجہات کو کھینچ سکے۔ بچوں کی طفلانہ باتوں کو پیار سے سنا تو جاتا ہے، مگر قابلِ التفات نہیں سمجھا جاتا۔ کہ ان میں مادۂ عقل گو موجود ہوتا ہے۔ مگر فی الحال ناتمام اور نارسیدہ ہوتا ہے۔ عورتوں کے کلام کو دلداری کے مد میں رد نہیں کیا جاتا۔ مگر مدارِ کار نہیں بنایا جاتا کہ وہ ناقص العقل ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کی باتوں کو سنتے ہیں۔ اور اس پر توجہ بھی دیتے ہیں مگر دستور العمل نہیں بناتے کہ عقل وفہم تو ان میں پورا ہوتا ہے۔ مگر اس میں پختگی اور گہرائی اور تجربہ کاری نہیں ہوتی جس سے وہ بالغ نظر کہلائیں۔ اور کلام میں مقبولیت پیدا ہو۔ لیکن بوڑھوں کے کلام کو کمال توجہ سے سن کر دستورِ زندگی بنالیا جاتا ہے۔ خواہ وہ اہلِ علم میں سے نہ ہوں کہ ان کا تجربہ وسیع عقل تام اور فہم پختہ ہوتا ہے۔ وہ جس دائرہ کی بات کہتے ہیں جچی تلی کہتے ہیں۔ جس کے پیچھے ایک تاریخ اور پختہ کاری حجت ہوتی ہے۔ جس سے واضح ہے۔ کہ کلام کی مقبولیت اور گہرائی کا سب سے پہلا معیار عقل وفہم ہے۔

علم وخبر

دوسرے معیار کے ماتحت جاہلوں کی بات پر کوئی کان نہیں دھرتا۔ کہ اسے کسی معاملہ کی صحیح نوعیت کا اندازہ نہیں ہوتا جب کہ اس کے کلام میں علم کی روح دوڑی ہوئی نہیں ہوتی جو کلام میں وزن پیدا کرتی ہے۔ پھر کسی فن کے مبتدی کے کلام کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ وہ فن اور اس کے علم پہ حاوی نہیں ہوتا کہ اس کی بات فنی جامعیت لئے ہوئے ہو اور سنی جائے۔ اسی طرح ادھورے اور ادھ کچرے عالم کی علمی بات بھی ادھوری اور ناتمام ہوتی ہے۔ اس لئے علم وفضل والوں کے یہاں اس کی کوئی وقعت نہیں ہوتی جب کہ اس سے حقیقت و اصلیت کا پورا پتہ نہیں لگتا۔ ہاں پورے عالم کی بات پہ ہر شخص توجہ کرتا ہے۔ اسے پلّہ باندھتا ہے، اور دنیا میں وہ بطور ضرب المثل کے زبان زد ہو جاتی ہے۔ کہ وہ کمال علم کے سبب پتہ کی بات ہوتی ہے۔ اور اصلیت کی نشاندہی کرتی ہے۔ نیز اس کے کلام میں جزئیت اور تنگی نہیں ہوتی جس سے صرف ایک بولا ہوا مسئلہ ہی حل ہو جائے۔ بلکہ وسعتِ علم کی قدر جامعیت کلیت اور بات کے تمام پہلوؤں کی رعایت ہوتی ہے۔ جس سے اس نوع کے تمام مسائل کا فیصلہ اسی ایک بات سے ہو جاتا ہے۔ جو درحقیقت جزوی صورت میں ایک جامع اصول ہوتی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ کلام کے رتبہ کا سب سے بڑا معیار علم وخبر ہے۔

منصب ومقام

تیسرے معیار کے ماتحت بات خواہ بذاتہ اہم بھی نہ ہو۔ لیکن منصب کی بلندی کے سبب قدرتاً بلند اور باحیثیت بن جاتی ہے۔ ایک ہی بات ایک عامی اور معمولی آدمی کہتا ہے تو ناقابلِ توجہ ہوتی ہے۔ اور وہی بات کسی قومی کونسل کا صدر یا کسی ملک کا سربراہ کہہ دے تو اس سے بساطِ سیاست الٹ جاتی ہے۔ معاملات کی دنیا میں انقلاب بپا ہو جاتا ہے۔ اور یہ فقرہ قوموں اور ملکوں کی توجہات کا مرکز بن جاتا ہے۔ جس پہ اہم اور دور رس نتائج مرتب ہونے لگتے ہیں۔ اس سے واضح ہے۔ کہ کلام کو پستی سے اٹھا کر رفعت وبلندی پہ پہنچا دینے کا ایک اہم معیار منصب ومقام بھی ہے۔

صدق وصفا

ان ساری باتوں کے ساتھ کلام کی مقبولیت وتاثیر اور اس کے قابلِ التفات و توجہ ہونے کے لئے متکلم کی سچائی غیر مشتبہ دیانت اور بے لاگ خلوص بھی لازمی ہے۔ جو کلام کی مقبولیت کا ایک زبردست معیار ہے۔ کلام کتنا ہی فاضلانہ ہو، لیکن کہنے والا خود غرض اور منافق ہے تو اس کا کلام کبھی بھی دل کی گہرائیوں میں نہیں اتر سکتا اور کلام معمولی ہو مگر خلوص و صداقت کی روح لئے ہوئے ہو تو کبرا و سلاطین بھی اس کے سامنے جھک جاتے ہیں جس سے واضح ہے کہ کلام کی مقبولیت وتاثیر کا اہم ترین معیار صدق وصفا بھی ہے۔

تاثیر وتصرف

پھر کلام کے پرکھنے کا ایک بڑا معیار تاثیر وتصرف بھی ہے جس کا تعلق اندرونی صفائی اور لطافت سے ہے۔ صاف باطن اور پاک ضمیر لوگوں کے کلام میں قدرتی تاثیر ہوتی

ہے۔ بے ضمیر انسان کی بات خواہ کتنی ہی فصیح و بلیغ ہو۔ شاعری سمجھی جاتی ہے جس کا اثر قبول کرنے کو کوئی تیار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس میں کوئی وزن ہوتا ہے۔ اصولاً یہی پانچ معیار ہیں جن سے کلام کے وزن قبولیت اور اس کے محمود و مستحسن ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

غور کیجئے کہ اگر کسی کے کلام میں یہ پانچوں معیار جمع ہوں، اور جمع ہی نہ ہوں، بلکہ انتہائی کمال کے ساتھ موجود ہوں، اور نہ صرف موجود ہی ہوں بلکہ لامحدود اور لامتناہی ہو کہ پائے جاتے ہوں اور نہ صرف اتناہی ہو بلکہ وہ ذات ان کمالات کا سرچشمہ اور خزانہ بھی ہو کہ اس کے سوا کسی اور میں ذاتی طور پر پائے بھی نہ جاتے ہوں اور اگر کسی حد تک پائے بھی جاتے ہوں تو صرف اسی کے طفیل اور پر تو سے ظہور پذیر ہوتے ہوں تو اندازہ کیجئے کہ اس کا کلام کتنا بلند، کتنا جامع، کتنا موزوں اور کتنا مؤثر ہو گا۔ کہ اس کی بلندی، جامعیت، مقبولیت اور تاثیر و تصرف کی نہ کوئی حد ہو گی نہ نظیر۔

سو ظاہر ہے۔ کہ خدا کی ہستی سے بڑی کوئی ہستی ہو ہی نہیں سکتی کہ وہی منبع کمالات اور سرچشمۂ خیرات و مبرات ہے۔ پس جہاں تک عقل و فہم کے کمالات کا تعلق ہے۔ سو عقل و فہم اس سے ہے۔ وہ عقل و فہم سے نہیں۔ عقل و فہم کا کوئی مقام اس سے کٹ کر نہیں کہ وہی معیار عقل و خرد اور وہی عقل و خرد کا خالق ہے۔ اور عقل و فہم اسی کی پیدا کردہ مخلوق اور اپنی راہ پیمائی اور راہ نمائی میں اسی کی دریوزہ گر ہے۔

اوّل ما خلق اللہ العقل۔	سب سے پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ عقل ہے۔
ربنا الذی اعطٰی کل شئ خلقہ ثم ھدٰی۔	ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شئے کو اسکی خلقت (وجبلّت) عطا کی۔ پھر اسے (حواس و عقل و خرد اور علم و ہنر سے) راہ سمجھائی۔

جہاں تک علم و خبر کا تعلق ہے۔ سو وہی منشاء علم و خبر بھی ہے۔ اسی کا علم ہر شئے کو محیط دلوں کی ہر کھٹک پر حاوی اور ایک ایک ذرّہ پر چھایا ہوا۔

عالم الغیب والشھادۃ وھو الحکیم الخبیر	کھلے اور چھپے کا جاننے والا اور وہی ہے حکمت والا۔ اور وہ گھیرے ہوئے ہر چیز کو اپنے علم سے۔
واحاط بکل شئ علما	اور اسکا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔
وھو علیم بذات الصدور	وہی جاننے والا ہے سینوں کی کھٹک کا۔
یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم	جانتا ہے۔ جو انکے سامنے ہے اور جو انکے پیچھے ہے۔
	جانتا ہے اسے جو زمین کے (اندر) ہے اور جو

یعلم مایلج فی الارض وما یخرج منها	اس سے باہر نکلتا ہے۔ اور جو آسمان سے
وما ینزل من السماء وما یعرج فیها	اترتا ہے جیسے پانی اور جو اس میں چڑھتا ہے
	(جیسے بندوں کے نیک اعمال وغیرہ)

پھر جہاں تک منصب ومقام کا تعلق ہے سو الوہیت سے آگے کون سا مقام ہے جس کی کوئی بود و نمود ہو۔ ؟ پس وہی سررشتہ منصب ومقام ہے۔ کہ وہ الٰہ و معبود ہے۔ اور معبودیت سے آگے کوئی مقام نہیں، وہی سرمخزن قدرت و اقتدار ہے کہ جہانوں میں اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کا نام چلتا ہے۔ اور اسی کا کام جاری ہے۔ اسی کے کلمہ سے جہاں بنتے اور بگڑتے ہیں۔

اِنی انا اللّٰہ لاالٰہ الا انا۔	میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔
وھو علیٰ کل شیئ قدیر۔	اور وہی ہے ہر چیز پر قادر۔
لہٗ ملک السمٰوٰت والارض۔	اسی کی ملک ہیں سارے آسمان اور زمین۔
ملک الناس۔ الٰہ الناس۔	بادشاہ ہے لوگوں کا معبود لوگوں کا۔
عند ملیک مقتدر۔	(متقی لوگ ہوں گے باغوں میں اور نہروں میں)
	پاس وسیع الملک والے بادشاہ کے۔
وللّٰہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا	اور اللہ ہی کے ہیں پیارے نام سو انہی سے
فعّال لما یرید۔	اسے پکارو) کر ڈالنے والا ہے جو بھی ارادہ فرمائے۔
اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون۔	جب کسی شے (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے
	تو فرما دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

بہر حال ہر پاک منصب ومقام اسی کا ہے۔

پھر جہاں تک صدق ومقال اور صفائی معاملہ کا تعلق ہے۔ تو وہی ذات بابرکات ساری سچائیوں اور صداقتوں کا مخزن بھی ہے۔ کہ سچائیوں کو تولنے والا اور کھولنے والا اس سے زیادہ کون ہے۔ ؟ سچائی سچائی ہی اس سے ہوتی ہے۔ کہ جو کچھ وہ فرما دے وہی سچائی ہے۔ اور جو کچھ وہ کہہ دے وہی حق و صداقت ہے۔

قولہ الحق ولہ الملک۔	قول سچا ہے تو اس کا اور ملک ہے تو اس کا۔
ومن اصدق من اللّٰہ قیلا۔	اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچے قول والا؟
ومن اصدق من اللّٰہ حدیثا۔	اور کون ہے اللہ سے زیادہ سچی بات والا۔

اور اس لئے وہی تاثیر و تصرف کا بھی حقیقی سرچشمہ ہے۔ اور اسی کا ہر کلمہ وکلام عین تاثیر و تصرف ہے کہ اس سے

زیادہ پاک باطن لطیف و ستھرا اور بے لوث کون ہو سکتا ہے۔؟ اس لئے اس کا ایک ایک حرف تاثیر و تصرف کا سرچشمہ ہے۔ جس سے پتھروں کے کلیجے بھی شق ہو جائیں، اور انسان تو انسان متمرد انسان بھی رام ہو جائیں، اگر حقیقتاً سن لیں۔

لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرأیته خاشعا متصدعا من خشیة اللہ۔	اگر ہم اتار دیتے اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو دیکھتا کہ وہ لرز جاتا اللہ کے ڈر سے۔
انا سمعنا قرانا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به۔	(جنات نے کہا) ہم نے ایسا عجیب پڑھنا سنا جو بزرگی کی راہ دکھلاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے۔

اور ظاہر ہے کہ جب خدائے متکلم کلامی کمالات کے سارے ہی معیاروں عقل و خرد، علم و خبر، منصب و مقام صدق و صفا اور تاثیر و تصرف کا سرچشمہ ہے۔ تو کلام خداوندی سے بڑھ کر کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ پس نہ اس سے بڑھ کر کسی کلام میں عقل و خرد اور دانائی ہو سکتی ہے۔ نہ اس سے زیادہ کسی کے کلام میں علم و خبر کے ذخیرے ہو سکتے ہیں۔ نہ اس سے بڑھ کر کسی کے کلام میں منصب و مقام کی بلندیاں پائی جا سکتی ہیں۔ نہ اس سے زیادہ کسی کے کلام میں صدق و صفا اور حق و صداقت ہو سکتی ہے۔ اور نہ اس سے زیادہ کسی کے کلام میں تاثیر و تصرف ممکن ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ ایسا ہی کلام ہر حال کے مقتضا کے مطابق اور ہر قسم کی پیچیدگی اور چیستانیت سے پاک مبرا اور منزہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہی انتہائی سلاست انتہائی فصاحت و بلاغت اور انتہائی شیرینی و حلاوت کا مجموعہ بھی ہو سکتا ہے۔ تو وہ کلام جو ان ساری کلامی خوبیوں کا مجموعہ ہونے کے سبب بے مثل و مثال اور ناممکن النظیر ہے، وہی قرآن حکیم ہے۔ جو حکمت والے خدا کا کلام ہے۔ اسی کا اتارا ہوا بول ہے۔ اس کا پڑھا ہوا قرآن ہے۔ اور اسی کی اندرونی صفات کمال کا پاک مظہر ہے۔ جس میں اسکی پاکیاں جھلکتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور اسکی خوبیاں چمکتی ہوئی صاف دکھائی دیتی ہیں۔

پس قرآن کو پڑھو تو یہ پانچوں ہی معیار اس میں منہ سے بولتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ محض نقل و خبر یا احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ عقل و حکمت اور فرزانگیوں کا بہتا ہوا سمندر بھی ہے۔ اس کا کوئی حکم نہیں جس میں حکمت نہ ہو۔ کوئی نقل نہیں جس میں عقل نہ ہو اور کوئی ہدایت نہیں جس میں فلسفہ نہ ہو۔ اسی لئے اس میں تدبر اور تفکر کا امر کیا گیا ہے۔ کہ بغیر غور و فکر کے اس کی عقلی حقائق واشگاف نہیں ہو سکتیں۔ اور عقلی حقائق اس میں تھیں تو غور و فکر کا حکم بھی دیا گیا۔ اس لئے وہ کلام ہی نہیں، حکمت بھی ہے۔ جو عقل و خرد کا نچوڑ ہے ـــــ

ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ۔	یہ قرآن ان حکمت کی باتوں میں سے ہے جسکی ہم نے اے پیغمبر تمہاری طرف وحی کی ہے۔
کتاب انزلناہ الیک مبٰرک لیدبروا ایٰتہ ولیتذکر اولوالالباب۔	کتاب برکت والی جسے ہم نے تمہاری طرف اے پیغمبر اتارا تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں تدبر سے کام لیں۔ اور عقل والے اس سے (بھولا ہوا سبق) یاد کر لیں۔
ان فی ذلک لاٰیات لاولی النھٰی۔	(بلاشبہ قرآن کی ان تعلیموں میں) البتہ بڑی نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے۔
ان فی ذلک لاٰیات لقوم یعقلون۔	ان میں نشانیاں ہیں عقل والی قوم کے لئے۔
وما یذکر الا اولوالالباب۔	اس (قرآن) سے وہی نصیحت پکڑ سکتے ہیں جو گہری عقل والے ہیں۔

پھر اس قرآن کے علم وخبر کا یہ عالم ہے کہ زندگی اور موت کا کوئی شعبہ نہیں جس کے بارے میں فطری ہدایتوں کے بیشمار ذخیرے اس میں موجود نہ ہوں۔ اور علم جامع پہ مشتمل اخبار و احکام نہ بتائے گئے ہوں۔

تبیانا لکل شئی وھدی ورحمۃ و بشریٰ للمسلمین۔	(یہ قرآن) کھلا ہوا مدلل بیان ہے ہر شے کے لئے اور ہدایت ورحمت اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے۔
وھوالذی انزل الیکم الکتاب مفصلا۔	وہ (اللہ) وہ ہے جس نے تمہاری طرف یہ مفصل کتاب (قرآن) نازل کی۔

پھر یہی قرآن سارے ہی مناصب ومقامات رفیعہ والے خالق ومالک اور ملیک مقتدر کا کلام ہے۔ تو اس کی رفعت وبلندی اور بلحاظ منصب ومقام عظمت بھی انتہائی ہے۔ اور اس کی یہ دلیل کافی ہے کہ وہ اس رفیع المنزلت کا نازل کردہ کلام ہے۔

تنزیلا ممن خلق الارض والسمٰوٰت العلیٰ۔	(یہ قرآن) نازل کردہ ہے۔ اس کی طرف سے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا۔
تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم	(یہ قرآن) نازل کردہ ہے اللہ عزت والے حکمت والے کی طرف سے۔
وانہ لتنزیل رب العلمین۔	اور (یہ قرآن) نازل کردہ ہے جہان کے پالنہار کی طرف سے۔

تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعلمين نذيرا الذى له ملك السمٰوٰت والارض۔

برکت والی ہے وہ ذات جس نے فرقان (قرآن) اپنے بندے پر اتارا تاکہ وہ (پاک بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جہانوں کے ڈرانے والا ہو اور جس کی ملک ہے ملک آسمانوں اور زمین کا۔

اور اسی لئے اُسے عظیم کہا گیا ——

ولقد اٰتینٰك سبعًا من المثانى والقراٰن العظيم۔

اور ہم نے تمہیں عطا کی ہے بار بار پڑھنے والی سات آیتیں اور قرآن جو عظمت اور بڑھائی والا ہے۔

جس سے واضح ہے کہ یہ کتاب مبین سارے ہی مناصب جلیلہ کے آثار سے مملو اور بھرپور ہے۔
—— پھر یہ قرآن چونکہ انتہائی سچے کا کلام ہے۔ اس لئے یہ کلام بھی بے انتہا سچا حق و صداقت میں بے نظیر اور صدق و صفا میں بے مثال ہے۔

يعلمون انه منزل من ربك بالحق

جانتے ہیں کہ یہ (قرآن) اتارا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے سچائی کے ساتھ۔

انّا انزلنا اليك الكتاب بالحق۔

ہم نے تم پر نازل کی کتاب حق و صداقت کیساتھ۔

وبالحق انزلنا وبالحق نزل۔

اور حق (و صداقت) سے ہم نے اسے اتارا اور حق و صدق ہی سے وہ اترا۔

نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه۔

اتاری تم پر کتاب (قرآن) حق کے ساتھ جو تصدیق کرنیوالی ہے۔ تمہارے سامنے (والی سچائیوں کی)

بل جاء بالحق وصدق المرسلين۔

بلکہ یہ (قرآن) حق کے ساتھ آیا اور اس نے (پچھلے سب) رسولوں کی تصدیق کی۔

الحق کی ایجنسیاں

۱۔ سیالکوٹ —— عبدالحق صاحب معرفت تاج کلاتھ ہاؤس بازار کلاں۔
۲۔ مانسہرہ —— ملک امان خان شنکیاری روڈ۔
۳۔ بنوں —— قاری حضرت گل ٹیلگراں بازار۔
۴۔ پشاور —— ۱۔ افضل نیوز ایجنسی چوک یادگار ۲۔ مسجد قاسم علی خان۔
۵۔ نوشہرہ —— ۱۔ حکیم رفیع الدین جمال شفاخانہ۔ ۲۔ مکتبۂ تعلیم الاسلام صرافہ بازار۔
۶۔ بھکر —— اعظم بک ڈپو اردو بازار۔
۷۔ ڈیرہ اسماعیل خان۔ حافظ فیض محمد ایجنٹ خدام الدین۔
۸۔ بوریوالا —— منشی عبدالحلیم صاحب۔ غلہ منڈی۔
۹۔ شکارپور سندھ۔ حاجی غلام قادر۔
۱۰۔ احمدپور شرقیہ —— دینی کتب خانہ تحصیل بازار۔